تفسیر نور العرفان (قسط ۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب (۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں:

''جادو کی حقیقت کچھ نہیں ہوتی، مگر اثر کرتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص353)

❁ نیز لکھتے ہیں:

''جادو محض دھوکہ نہیں، بلکہ اس کی کچھ حقیقت ہے، یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص346)

اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ جادو کی حقیقت ہے۔

❁ علامہ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ (۵۶۰ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ السِّحْرَ لَهٗ حَقِيقَةٌ إِلَّا أَبَا حَنِيفَةَ .

''ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ ائمہ ثلاثہ کا اجماع ہے کہ جادو کی حقیقت ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر :371/1)

② مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور نے چاند چیر دیا، ڈوبا سورج واپس کر لیا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص350)

نبی کریم ﷺ کا سورج کو واپس کرنا ثابت نہیں۔

③ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''مردے سنتے ہیں اور ان سے کلام کیا جا سکتا ہے، ہمارے حضور نے ابو جہل وغیرہ سے ان کی ہلاکت کے بعد خطاب فرمایا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص348)

قلیب بدر کے مقتولین سے ہم کلام ہونا اور ان کا سننا نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔ یہ محض ان کی توبیخ اور رسوائی کے لیے تھا۔ یہ سننا اس وقت اور ان کفار کے ساتھ خاص تھا۔ اس سے عمومی ضابطہ بنانا کہ مردوں سنتے ہیں اور ان سے کلام کیا جا سکتا ہے، قطعاً درست نہیں۔

④ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کعبہ معظّمہ ہی تھا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص347)

اس پر کیا دلیل ہے؟

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ایمان کے لیے کلمہ پڑھنا شرط ہے، صرف دل میں ایمان رکھنا، زبان سے خاموش رہنا مومن ہونے کے لیے کافی نہیں۔ دیکھو! جو لوگ فرعون کے خوف سے ایمان کا اعلان نہ کر سکے، ان کے متعلق رب نے فرمایا: ﴿فَمَآ اٰمَنَ﴾ یہ لوگ ایمان نہ لائے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص347)

مفتی صاحب کا اس آیت سے استدلال درست نہیں۔ بلکہ اس سے مفتی صاحب کی غلطی واضح ہوتی ہے کہ جناب آیت کا مفہوم و معنی سمجھ ہی نہیں پائے۔ آیت کا معنی یہ ہے کہ

کچھ لوگوں کے علاوہ اکثر لوگ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے، ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ فرعون اور اس کے ساتھیوں سے ڈرتے تھے، گویا انہیں عارضی خوف نے ایمان نہ لانے پر مجبور کیا، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ دل سے ایمان قبول کرنا چاہتے تھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایمان فقط زبان سے اقرار کا نام ہے۔ ان کے حنفی مقلدین کا کہنا ہے کہ ایمان دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کو کہتے ہیں، جبکہ ہمارے بریلوی اور دیوبندی بھائیوں کے نزدیک ایمان فقط دل سے تصدیق کرنا ہے۔ اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق ایمان دل کی تصدیق، زبان کے اقرار اور اعضاء و جوارح کے عمل کا نام ہے۔ مفتی صاحب نے یہاں ایمان کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کر دی ہے۔

⑥ مفتی صاحب سورت یونس (۲۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''لات و منات و عزیٰ وغیرہ بت۔ اس میں وہ انبیا کرام داخل نہیں، جن کو اُن کی قوم نے پوجا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص337)

یہ آیت مطلق ہے۔ اس میں بتوں کی تخصیص نہیں۔ محض غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کی رسوائی اور ذلت کے لیے ایسا ہوگا۔ انبیا کرام، اولیا اور صلحا عظام ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے اور اپنی بے خبری کا اظہار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ پوجنے والوں اور جن کی پوجا کی جاتی تھی، دونوں کے درمیان جدائی واقع کر دیں گے، تا کہ مشرکین کو رسوائی ہو۔

محض بت کی عبادت نہیں کی جاتی تھی۔ وہ بت کسی شخصیت کی مورتی ہوتی تھی، ورنہ ایک پتھر کو تراش کر عبادت کا کوئی معنی نہیں، وہ ویسے ہی پتھر کی عبادت کر لیتے۔ اسی طرح

بت پرستوں اور قبر پرستوں کا معاملہ ایک ہو جاتا ہے۔ دونوں کے مدنظر شخصیت ہوتی ہے۔

⑦ مفتی صاحب سورت یونس (۲۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''......یا دار السلام حضور کا اور مقبول بندوں کا دل ہے، جو سلام یعنی رب تعالیٰ کا گھر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص336)

یہ تفسیر نہیں، تحریف ہے۔ اللہ کے مقرب بندوں کے دل کو اللہ تعالیٰ کا گھر قرار دینا درست نہیں۔ ہم مفتی صاحب کی زبان میں کہیں گے کہ ''اس آیت میں وہ کفار و مشرکین بھی شامل ہیں، جو ایمان کا سیدھا راستہ چھوڑ کر کفر والا ٹیڑھا راستہ اختیار کرتے ہیں اور وہ مرتدین بھی شامل ہیں، جو قرآن کی معنوی تحریف کر کے صحابہ کرام اور عام مسلمانوں کے خلاف راستہ اختیار کرتے ہیں اور آیات کے وہ معنی کرتے ہیں، جو متواتر معانی کے خلاف ہے، اگر انہیں آخرت کا ڈر ہوتا، تو یہ جرأت نہ کرتے۔'' (تفسیر نور العرفان، ص ۳۵۶)

⑧ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''رب فرماتا ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ شب برأت کا حلوہ اور میت کی فاتحہ اس کھانے پر کرنا، جو میت کو مرغوب تھی، اسی سے مستنبط ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص51)

مفتی صاحب کا بس چلے، تو پورے کلام الٰہی سے یہی مستنبط کریں۔ جب شب برأت کا حلوہ اور کھانے پر ختم دلوانا ہی ناجائز ہے، تو اس کے کھانے پر قرآنی آیات چسپاں کرنا کیسے درست ہوا؟ یہ محض شکم پروری کا ذریعہ ہے۔ ہم مفتی صاحب کی زبان میں کہیں

گے کہ ''آیات اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں، ان میں لفظی یا معنی تحریف کرنا بڑے عذاب کا باعث ہے، اس سے غلط مفسرین کو عبرت حاصل کرنا چاہیے۔'' (تفسیر نور العرفان، ص ۵۰)

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ آنے جانے سے پاک ہے، وہ مکان اور مکانیات سے مبرا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص50)

اللہ تعالیٰ کا ہر رات آسمان دنیا پر نزول حقیقی برحق ہے۔ اس پر اہل سنت کا اجماع ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کے لیے آئے گا۔ اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بلند ہے، جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ اہل سنت اللہ تعالیٰ کے لیے علو ثابت کرتے ہیں۔ جبکہ جہمیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لا مکان ہے، نہ کائنات میں داخل ہے اور نہ خارج۔

⑩ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ گزشتہ انبیا کرام کے حالات سے واقف پہلے ہی سے تھے، قرآن کریم میں ان واقعات کا ذکر لوگوں کو سنانے کے لیے ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص344)

یہ قرآن کریم کے مخالف عقیدہ ہے۔ بے شمار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ آپ اس وحی سے پہلے فلاں واقعہ سے بے خبر تھے۔ پہلے واقعات کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبریں قرار دیا، تو نبی کریم ﷺ غیب نہیں جانتے تھے۔ غیب اللہ کا خاصہ ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی کریم ﷺ غیب جانتے تھے، کفر ہے، کیونکہ اس سے قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔

⑪ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

”حضور تو عالم کے نفع ونقصان کے باذن پروردگار مالک ہیں، رب فرماتا ہے:
﴿أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾“

(تفسیر نور العرفان، ص340)

یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی کریم ﷺ باذن اللہ نفع ونقصان کے مالک ہیں، شرکیہ ہے۔ قرآن وسنت کی واضح نصوص کے مخالف ہے۔ مشرکین مکہ بھی اپنے معبودان باطلہ کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے تھے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مالدار بنا دیا اور اس کا سبب نبی کریم ﷺ بنے۔ وہ اس طرح کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، تو مدینہ تجارت کا مرکز بن گیا، جس سے وہاں کے غریب لوگوں کو مال تجارت میں خاطر خواہ نفع ہوا اور وہ آسودہ حال ہو گئے۔

⑫ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

”حضور اللہ کی صفات سے موصوف اور اس کے مظہر ہیں، کیونکہ اللہ بھی رؤوف رحیم ہے اور حضور کو بھی رؤوف رحیم فرمایا گیا ہے۔“

(تفسیر نور العرفان، ص329)

نبی کریم ﷺ کو صفات باری تعالیٰ سے موصوف سمجھنا، یہ عقیدہ یہود ونصاریٰ کے مشابہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رؤوف ورحیم ہونا ایسے ہے، جیسے اس کی شان کے لائق ہے اور نبی کریم ﷺ کا رؤوف ورحیم ہونا ایسے ہے، جیسے آپ کی شان کے لائق ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کے مشابہ قرار دینا عقیدہ توحید کے منافی ہے۔

⑬ مفتی صاحب سورت توبہ (۱۲۸) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ اپنی امت کے دکھ درد سے خبردار ہیں، ہماری تکلیف کی خبر کے بغیر قلب مبارک پر گرانی نہیں آسکتی۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص329)

یہ تفسیر و تاویل نہیں، بلکہ گمراہ کن عقائد کو سہارا دینے کے لیے تحریف ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی امت سے انتہائی خیر خواہی کا ذکر کیا ہے کہ کہ امت کے لیے جو احکام باعث مشقت ہیں، تو وہ مشقت نبی کریم ﷺ کو گراں گزرتی ہے۔ اس سے دنیاوی دکھ تکالیف مراد نہیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کو امت کے اچھے برے حالات کی خبر نہیں ہے۔

⑭ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''نبی پاک اللہ کی بے نیازی کے مظہر اتم ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص329)

مخلوق کو خالق کی کسی صفت کا مظہر قرار دینا گمراہی ہے۔

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ان ساری آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کا میلاد شریف ارشاد فرمایا، ان کی تشریف آوری اور ان کے فضائل۔ معلوم ہوا کہ حضور کا میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے، نبیوں نے بھی ان کا میلاد شریف پڑھا، لہٰذا میلاد سنت انبیا بھی ہے۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص329)

یہ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے غلو ہے اور قرآن کریم کی معنوی تحریف ہے۔ یہ اہل سنت والجماعت کی مخالفت ہے۔ کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی اور

ثقہ امام سے نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کو عید منانا ثابت نہیں۔ اگر یہ دین ہوتا، تو وہ زیادہ حق دار تھے کہ اسے اختیار کرتے، کیونکہ وہ راہِ حق کی پہچان رکھتے تھے۔ لہٰذا ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے آپ کو محدثین کی جماعت کا پیروکار بنائے، ان کے خلاف راہ اختیار نہ کرے، کیونکہ محدثین کے عقائد و اعمال قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں اور حق ہیں۔ جس قدر انسان سبیل مومنین سے دور ہوتا چلا جائے گا، اس قدر گمراہی کے قریب ہوتا جائے گا۔

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''مردے کے کفن میں یا قبر میں متبرک چیزیں رکھنا، تا کہ قبر کا عذاب دافع ہو، جائز، بلکہ سنت ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص318)

تبرک نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ خاص ہے۔ اب نبی کریم ﷺ کی ایسی کوئی چیز دنیا میں موجود نہیں، جس کا تعلق نبی کریم ﷺ سے ہو اور اس سے تبرک حاصل کیا جا سکتا ہو۔

⑰ مفتی صاحب سورت توبہ (۸۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس آیت وحدیث سے مردے کو کفنی دینا اور غلاف کعبہ میں دفن کرنا ثابت ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص318)

اس آیت وحدیث سے مردے کو کفنی اور غلاف کعبہ میں دفن کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ ائمہ مفسرین میں سے کسی نے اس آیت کی یہ تفسیر نہیں کی۔ یہ محض عمومی دلائل سے بدعات کو سہارا دینا ہے، حالانکہ بدعات عمومی دلائل کے تحت آتی ہی نہیں یا ان سے مستثنیٰ ہوتی ہیں۔

⑱ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ماسوائے اللہ کو مدد کے لیے بلانا جائز ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص339)

یہ عقیدہ قرآن وحدیث اور اسلاف امت کے خلاف ہے۔ کسی صحابی، تابعی سے نبی کریم ﷺ کو مدد کے لیے بلانا ثابت نہیں۔ کسی صحابی کو تابعی کا مدد کے لیے پکارنا ثابت نہیں۔ مافوق الاسباب مدد صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

⑲ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے حضور کی نیکیاں ہم گناہ گار مسلمانوں کا بیڑا پار کر دیں گی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص339)

نبی کریم ﷺ اہل ایمان میں اس کی شفاعت فرمائیں گے، جس کی شفاعت کا اللہ تعالیٰ اذن دیں گے۔ یہ کہنا کہ ''ہمارے حضور کی نیکیاں ہم گناہ گار مسلمانوں کا بیڑا پار کر دیں گی۔'' دعویٰ بلا دلیل ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ، سَلِينِي بِمَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا .

''اے فاطمہ بنت رسول! (دنیا کا سامان) جو مانگنا ہے، اب مانگ لیجئے، میں اللہ کے عذاب سے آپ کو نہیں بچا سکتا۔''

(صحيح البخاري :4771، صحيح مسلم : 206)

⑳ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور کی ولادت کے مہینے یعنی ربیع الاول میں خوشی منانا، عبادات کرنا بہتر

ہے، کیونکہ رب کی رحمت ملنے پر خوشی کرنی چاہیے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص342)

بے شک نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہر مومن کے لیے باعث خوشی ہے۔ لیکن اس کا ہرگز یہ معنیٰ نہیں کہ اپنی طرف سے عبادت نکال لی جائے۔ کیونکہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین ربیع الاول میں بطور خاص عبادت نہیں کرتے تھے۔ یہ سبیل مومنین ہے، اس کی پیروی راہِ حق کی پیروی ہے، اس کی مخالفت گمراہی اور ضلالت ہے۔ اسلاف امت ہمارے لیے مشعل راہ ہیں، ان کا علم ہماری دلیل ہے، وہ سب سے بڑھ اللہ اور اس کے رسول کی مراد کو پانے والے تھے۔

(۲۱) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''محفل میلاد شریف اور بزرگوں کی فاتحہ وغیرہ کو بلا دلیل شرعی حرام سمجھ لینا بے دینی ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص342)

نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن محفل منعقد کرنا روافض کا دین ہے۔ جو عیسائیوں سے مستعار ہے۔ وہ بھی عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت کو یوم عید قرار دیتے ہیں۔ اسلاف امت سے عید میلاد ثابت نہیں۔ اس کو دین قرار دینا قطعا درست نہیں۔

بزرگوں کی فاتحہ، یہ محض شکم پروری کے بہانے ہیں۔ لوگوں کا مال ناحق اور باطل طریقے سے ہڑپ کرنا ہے۔ یہ دین نہیں، بلکہ ایجاد دین ہے۔ یہ کیسا دین ہے، جس سے اسلاف امت ناواقف تھے۔ اگر اس پر دلیل ہوتی، وہ سب سے بڑھ کر اس کی پیروی کرتے۔ ان کا بزرگوں کی فاتحہ نہ دلوانا دلیل ہے کہ یہ دین نہیں، بلکہ بے دینی ہے۔

(۴۲) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''غیر خدا کے نام پر پالا ہوا، یا چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں، اگر اللہ کے نام پر ذبح کر دیا جائے اور ذابح مسلمان ہو، تو حلال ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص342)

جو بھی چیز غیر اللہ کی طرف منسوب ہو یا جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے، وہ حرام ہے، اگر جانور غیر کے نام پر پالا گیا ہو، یا چھوڑا گیا ہو، تو وہ حرام ہے، اگر چہ اسے اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہی جانور حرام ہے، جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے، جبکہ وہ جانور حرام نہیں، جسے غیر اللہ کی نذر و نیاز کے لیے ذبح کیا جائے، یہ باطل ہے، جس جانور کو اللہ کے علاوہ کسی کے لیے منسوب کر دیا جائے، اسے کھانا حرام ہے، اگر چہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے، یا نہ لیا جائے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ غیر اللہ کے لیے ذبح کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ (المائدۃ: ۳) ''جو کچھ غیر اللہ کے لیے پکارا جائے (حرام ہے)'' سے مراد ظاہری طور پر غیر اللہ کے لیے ذبیحہ ہی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں کے لیے ذبیحہ ہے، جب یہ مقصود ہو، تو زبان سے کہنا یا نہ کہنا برابر ہیں۔ ایسے ذبیحہ کی حرمت اس ذبیحہ سے بڑی ہے جسے ذبح تو گوشت کے لیے کیا جائے، لیکن نام ذبح کے وقت مسیح کا لیا جائے، اسی طرح جو ہم اللہ کے تقرب کے لیے اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہیں، وہ اس ذبیحے سے بڑھ کر پاکیزہ و مقدس ہے، جسے ہم اللہ کے نام پر گوشت کے

لیے ذبح کریں، کیونکہ نماز اور قربانی کی صورت میں اللہ کی عبادت دیگر امور کے شروع میں اس کا نام لینے سے بڑی عبادت ہے، جب وہ جانور حرام ہے، جسے مسیح یا کسی ستارے کا نام لے کر ذبح کیا جائے، تو وہ ذبیحہ بالاولی حرام ہوگا، جسے مسیح یا ستارے کے لیے ذبح کیا جائے، اس بحث سے آپ کو معلوم ہو جائے گا، اس شخص کی بات مردود ہے، جو کہتا ہے کہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور تو حرام ہے، لیکن غیر اللہ کے لیے ذبح کیا ہوا جانور حرام نہیں، جیسا کہ ہمارے اصحاب اور دوسرے لوگوں کے ایک گروہ کا کہنا ہے، بلکہ اگر اس کے الٹ کہا جاتا، تو اس سے زیادہ مناسب ہوتا، کیونکہ غیر اللہ کی عبادت، غیر اللہ سے مدد مانگنے سے بڑا کفر ہے، لہٰذا اگر غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جانور ذبح کیا جائے، جیسا کہ اس امت کے منافقوں کا ایک گروہ کرتا ہے، تو یہ حرام ہوگا، اگر چہ اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی لیا جائے، یہ لوگ ستاروں کے تقرب کے لیے جانور ذبح اور خوشبوئیں وغیرہ نذر کرتے ہیں، اگر چہ یہ لوگ تو ہیں ہی مرتد، ان کا ذبیحہ کسی صورت میں حلال نہیں، لیکن اس ذبیحہ میں دو خرابیاں جمع ہوگئی ہیں؛ ① یہ غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا ہے۔ ② یہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔''

(اقتضاء الصّراط المستقیم: 563/2)

❀❀❀❀❀❀❀